پاکستان انتہائی نازک دَور سے گزر رہا ہے اور انتہائی قُربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی:-

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٦﴾

(یونس : ٦٦)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مجھے یہ اطلاعیں آ رہی ہیں کہ بعض مقامات پر پوسٹرز کے ذریعہ بعض جگہ تقاریر اور گفتگو کے ذریعہ پھر سے جماعت احمدیہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے سخت کلامی اور افتراء پردازی سے کام لیا جانے لگا ہے۔ جہاں تک جماعتِ احمدیہ کی فطرت (جماعتیں بھی اپنی ایک فطرت رکھا کرتی ہیں) کا تعلق ہے، انسانی آنکھ نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ ہم نے کسی کی گالی کے مقابلہ پر گالی نہیں دی اور اُس وقت بھی جب کہ ہم کو دُکھ دیا گیا کبھی کسی کو دُکھ پہنچانے کے متعلق سوچا تک نہیں۔ اس لئے کہ ہم تو خود کو ’’خیر اُمّت‘‘ کا ایک حصہ سمجھتے ہیں، جس کا قیام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے عمل میں آیا ہے اور جس کی بقاء اس لئے ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ دُنیا میں بھلائی کا وہ سمندر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پیدا کیا گیا ہے، اس سے نکلنے والی نہریں اِدھر اُدھر ساری دُنیا میں پھیلیں اور بنی نوعِ انسان کی بھلائی کا انتظام ہو۔

موجودہ حالات میں جب کہ پاکستان انتہائی نازک دور میں سے گزر رہا ہے اور ہماری بقاء ہم سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کر رہی ہے ایسے وقت میں بعض لوگوں کا اِس طرح گند کو اُچھالنا اور اِس رنگ میں اپنے اندرونہ کو ظاہر کرنا (ہم سمجھتے ہیں کہ) یہ ہمارے ساتھ دشمنی نہیں بلکہ اپنے ملک کے ساتھ دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ذہن کو فراست کا کچھ نور عطا فرمائے اور وہ حقائق کو دیکھنے لگے اور وہ اپنے اور اپنی قوم کے نقصان کے درپے نہ ہو۔

دراصل یہ ہماری راہ کے کانٹے ہیں اور ہم نے یہ کب کہا ہے کہ ہمارا راستہ کانٹوں کے بغیر ہے ہمیں تو یہی بتایا گیا ہے کہ تمہاری راہ میں کانٹے ہوں گے لیکن تم ان کی پرواہ نہ کرنا۔ تمہارے راستے میں روکیں کھڑی کی جائیں گی۔ تم اُن کو پھلانگتے ہوئے چلے جانا۔ اس طرف توجہ نہ دینا۔ اپنی ساری توجہ اُس کام کی طرف لگانا جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے چنانچہ ہماری آنکھ نے دیکھا اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ گذشتہ اسّی سال میں ہمارے خلاف جب بھی اس قسم کی مہمّیں جاری کی گئیں (اور ہمیشہ ہی جاری کی گئیں) تو اِس قسم کی مہمّوں کے نتیجہ میں ہمیں نقصان نہیں پہنچا۔ تم میں سے (جو یہاں بیٹھے ہو) ہر ایک آدمی اِس بات کا گواہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند کا مشن ناکام نہیں ہوا۔ دُنیا نے تو کیا گھر والوں اور اپنے ملک کے لوگوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اُسے تو اپنی عزت نہیں چاہئے تھی۔ اُسے تو اُس ایک وجود کی عزت چاہئے تھی جس کی عزت کے نتیجہ میں ساری دُنیا کو عزتیں ملتی ہیں۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا تو بنی نوع انسان میں سے کسی کو عزت کا کوئی مقام بھی حاصل نہ ہوتا۔ اس عزت والے، اس صاحبِ عزت کی خاطر اسی کے محبوب روحانی فرزند نے ہر قسم کی ذلّت اُٹھانے کا تہیہ کر لیا اور یہ کام اُس نے اپنی خاطر نہیں کیا بلکہ اُس نے یہ کام بنی نوع انسان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور کرنے اور اُن کے دلوں میں آپ کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے کیا کیونکہ آپ کو اسی کام کے لئے کھڑا کیا گیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم رُوحانی فرزند کے خلاف باتیں کہی گئیں اور وہ اتنی سخت باتیں تھیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے زیادہ باتیں کسی کان نے نہیں سُنیں لیکن خدا کا وہ بہادر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم رُوحانی فرزند ان باتوں کو سُنتا اور

کوئی غم نہیں کرتا تھا۔ اس لئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے آنے والی یہ آواز اُس کے کان میں پڑی تھی:

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ان کی باتیں تجھے غمگین نہ کریں چنانچہ وہ شخص کیسے غمگین ہوسکتا ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آپ کے حکم سے کچھ تو انسانوں نے سلام پہنچایا اور فرشتے تو ہر وقت اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا رہے تھے پس وہ کیسے غمگین ہوسکتا تھا یا گھبرا سکتا تھا یا پریشان ہوسکتا تھا۔ وہ تو خوش تھا۔ اُسے تو راہ کے یہ کانٹے تکلیف نہیں دے رہے تھے بلکہ پھول معلوم ہوتے تھے۔ ہر دُکھ جو اُسے پہنچایا گیا اُس کے لئے خوشیاں لے کر آیا اور اُس کے دِل میں بنی نوع انسان کی محبت اور خدمت کے جذبہ کو اُس نے اَور بھی تیز کیا۔ وہ یہی سمجھتا تھا کہ دُنیا ناواقف ہے، پہچانتی نہیں کہ میرا رب دُنیا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کے قیام کے لئے کیسا عظیم انقلاب لانا چاہتا ہے۔

وہ خود بھی دُعائیں کرتا تھا۔ اُس نے ہمیں بھی فرمایا کہ تم اپنے ایمان میں پختہ نہیں ہو گے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل نہیں کرسکو گے جب تک تم اپنے دشمنوں کے لئے بھی اسی طرح دُعائیں نہ کرو گے جس طرح اپنے دوستوں کے لئے دُعائیں کرتے ہو۔ غرض وہ کسی کا دشمن نہیں تھا۔ نہ اُس نے ہم سے یہ کہا ہے کہ کسی سے دشمنی کرو۔ اُس نے ہمیں یہ فرمایا کہ تم ہر ایک کی خدمت کرو۔ ہر ایک کے خادم بنو۔ ہر ایک کی خیر چاہو۔ ہر ایک کے خیر خواہ بنو، ہر ایک کے دکھ دُور کرنے کی کوشش کرو اور ہر ایک کے دُکھوں کا مداوا بنو۔ اُس نے یہ تعلیم ہمیں یہ کہہ کر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اِس راہ سے نہ اِدھر ہٹیں اور نہ اُدھر جائیں اور نہ بھٹکیں۔

پس جس چیز نے اسّی سال میں ہمیں پریشان نہیں کیا اور ہمیں غمگین نہیں بنایا، وہ چیز ہمیں آج بھی غمگین نہیں بنا سکتی کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ ”اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا“

ہر قسم کا غلبہ اور قدرت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور جو اعمال اور منصوبے اُس کی مرضی اور منشاء کے خلاف کئے جاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوا کرتے اس لئے کہ وہ سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے منصوبوں کو دُنیا میں چلانے اور کامیاب کرنے کے لئے اِس مادّی دُنیا میں انسانوں میں سے بعض کو کھڑا کرتا ہے اور پھر اُنہیں دُعا کی توفیق دیتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک آخری شریعت لے کر آئے اور یہ آخری ہی نہیں بلکہ ایک ایسی عظیم، ایسی حسین، ایسی اعلیٰ اور ارفع شریعت بھی ہے کہ آپ سے پہلے جتنے شارع انبیاء ہوئے ہیں اُن میں سے کسی نے بھی اس قسم کی تعلیم دُنیا میں پیش نہیں کی اور نہ اُسے پیش کرنی چاہئے تھی کیونکہ دُنیا اس قسم کی کامل اور مکمل شریعت کو قبول کرنے کے لئے ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں ہوئی تھی۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار آپ کو تاکید کرتا تھا کہ اپنی امت اور بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ دُعاؤں میں مشغول رہو۔ اگر ہم اذّیت کو برداشت کرنے اور گالی کا جواب دُعا سے دینے اور دُکھ پانے کے بعد سُکھ پہنچانے کے انتظام کے منصوبے بنانے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر قائم رہیں تو ہمیں وہ دُعائیں ملیں گی جو آپؐ نے کی ہیں۔ اب جس قوم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں مل جائیں وہ کیسے غمگین ہوسکتی ہے۔ اس کے چہرے پر تو ہمیشہ بشاشت کھیلتی رہے گی اور جماعت احمدیہ کے چہروں پر ہمیشہ بشاشت کھیلتی رہتی ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب، ہمارا محبوب اور ہم سے بہت پیار کرنے والا ہے اُس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کو سُنا اور اُس کے اذن سے ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ جاری ہے کیونکہ اگلا اور پچھلا سب عِلم اُسے حاصل ہے۔ دُعائیں پوشیدہ تو نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ علیم ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اور سب چیزوں کا احاطہ کیا ہوا ہے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے جو دعائیں تھیں اور آپ کی نوعِ انسان کے لئے جو دُعائیں تھیں، اُن کا بھی اُس نے احاطہ کیا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ علیم ہے وہ جانتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نور کے ساتھ، محبت کے جس جذب کے ساتھ اور بنی نوع انسان کی جس ہمدردی کے ساتھ اُس نے مبعوث کیا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال عین اُس تعلیم

کے مطابق تھے۔ اسی وجہ سے کہنے والے نے یہ کہا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جاننا چاہتے ہو تو قران کریم پڑھ لو۔ جو کہا گیا وہ کیا گیا۔

پس وہ خُدا جو اپنے اس پیارے محبوب کی دُعاؤں کو سُننے والا اور یاد رکھنے والا ہے اور اپنے اس محبوب کے اعمال کے اخلاص اور نیت کی پاکیزگی اور ہمدردی کے جذبہ کا علم رکھنے والا ہے، وہ کیوں آپ کی دُعائیں قبول نہیں کرے گا اور اُمت محمدیہ کو پریشانیوں سے کیوں نہ بچائے گا۔ قربانیاں تو دینی پڑتی ہیں۔ اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر وہ خُدا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہماری دُعاؤں کو بھی سُنتا ہے وہ کیوں ہماری مشکلیں آسان نہیں کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں خلوص ہو۔ ہماری نیتیں پاک ہوں۔ ہمارے جسم کا رُواں رُواں اس بات کے لئے تڑپ رہا ہو کہ دُنیا سے دُکھ دور ہو جائیں اور ہم دُکھ دُور کرنے والے بنیں اور ہمارے دِل گالیاں سُن کر غُصے سے نہیں بلکہ دُعاؤں سے اِس طرح لبریز ہو جائیں گے جس طرح سمندر کی زمین پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔

وہ خُدا جو سمیع ہے وہ ہماری ان مخلصانہ دُعاؤں کو سُننے والا اور ہماری نیتوں اور اعمال کو جاننے والا اور استغفار کے نتیجہ میں ہماری بشری کمزوریوں کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لینے والا ہے۔ اس سمیع اور علیم خدا پر ایمان لانے کے بعد مشکلات میں گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ خدا وہ ہے جس کے متعلق ہم جانتے ہیں:-''اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا''

کہ سب قدرت خدا تعالیٰ ہی کی ہے اور ہر چیز پر غلبہ اسی کو حاصل ہے۔ کسی اَور کا اگر کوئی غلبہ ہمیں نظر آتا ہے تو یہ امتحاناً یہ ابتلاءً یا انعاماً اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اصل عزت اور غلبہ اور قدرت اور طاقت اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔

ہم اس خدائے قادر و توانا پر ایمان لائے ہیں۔ وہ تمام قدرتوں کا مالک اور تمام غلبہ اور طاقت کا سرچشمہ ہے۔ وہ ہمیں فرماتا ہے:-'' وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ''اس قسم کے پوسٹر لگیں یا تقریریں ہوں تو تم نے غم نہیں کرنا۔ اس لئے ہم کیسے غم کر سکتے ہیں۔

پس آپ نے اشتعال میں نہیں آنا کیونکہ اس وقت ہمارا ملک بڑے ہی نازک دَور میں

سے گذر رہا ہے۔ ہمارے دلوں میں اپنے ملک کے لئے جو محبت ہے یہ وہی محبت ہے جس پر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مہر لگائی ہے۔

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

(موضوعات کبیر امام ملا علی قاریؒ صفحہ ۴۰ مطبوعہ محمدی پریس لاہور ۱۳۰۲ھ)

یعنی وطن کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے ۔یہ وہ صادق محبت ہے۔ یہ وہ گنا ہوں سے پاک محبت ہے، یہ وہ دُکھ دینے کے خیالات سے مطہّر محبت ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقتدا اور آپ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہمارے دلوں میں پیدا کی گئی ہے اور یہی وہ محبت ہے جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ اگر ہمیں اپنی جانیں بھی دینی پڑیں تو ہم دریغ نہیں کریں گے لیکن اپنے ملک کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔خواہ ہمیں ہر طرف سے بُرا بھلا ہی کیوں نہ کہا جائے اور صرف اپنے اس ملک کا ہی سوال نہیں ہمارے سپرد جو مہم ہوئی ہے اس کا یہ ایک چھوٹا سا حصّہ ہے اور ہمارے سپرد تو یہ مہم ہوئی ہے کہ ہم ساری دُنیا میں اسلام کے غلبہ کا انتظام کریں اور اس سلسلہ میں جانی اور مالی قربانیاں دیں۔

اس میں شک نہیں کہ یہ حقیر سی قُربانیاں ہیں مگر انتہائی قربانی جو ہماری طاقت اور استعداد میں ہے وہ ہم نے پیش کرنی ہے مثلاً جس شخص کی طاقت اور استعداد میں ایک اٹھنّی دینا ہے اب اس کے متعلق دُنیا داروں کی آنکھ تو یہ دیکھتی ہے کہ آٹھ آنے کی ایک حقیر سی قربانی اس نے پیش کر دی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی آنکھ اسے ایک اور زاویہ سے دیکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ تو یہ دیکھتا ہے کہ اس نے اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق اپنی طرف سے انتہائی قربانی دے دی چنانچہ جب خدا تعالیٰ کے حضور پورے خلوص کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ اور عاجزانہ دُعاؤں کے ساتھ انتہائی قربانی پیش کر دی جاتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے جلوے دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن قربانیوں کو قبول فرما لیتا ہے۔

آج ہمارا ملک ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اے میرے بچو! اے کرۂ ارض کے اس حصے میں رہنے والو! میری مضبوطی اور استحکام اور بقاء کے لئے اپنی انتہائی قربانیاں پیش کرو۔ دُنیا ہمیں جو مرضی کہتی رہے۔ ”حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ“ کے ارشاد کے مطابق ہمیں آج اپنے

ملک کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دے دینی چاہئیں مگر یہ وہ انتہائی قربانیاں ہونی چاہئیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری اور محبوب بھی ہوں اور جن کے بعد اُس قدرتوں کے مالک اور صاحبِ عزت خدا کے قادرانہ ہاتھ سے نتائج بھی نکلا کرتے ہیں۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے یہ تو ہمارے کام کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ہم نے تو اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنا ہے اور ہم نے تو ساری دُنیا کو اندھیروں سے نکالنے کے لئے دُعائیں کرنی ہیں اور ساری دُنیا کے دلوں میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو گاڑنے کے لئے خُدا تعالیٰ کے حضور انتہائی قربانیاں پیش کر دینی ہیں۔ اگر خدانخواستہ راہ کے یہ کانٹے ہماری توجہ اپنی طرف کھینچ لیں، تو ہم ناکام ہو گئے۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ اِن تکلیفوں کی طرف توجہ نہ کریں۔ ہم ناکام ہونے کے لئے پیدا ہی نہیں کئے گئے کیونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اور ایک لمبا عرصہ پہلے یہ اعلان فرمایا تھا کہ ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے گو اُس وقت تو حالات بڑے مختلف تھے۔ اب تو دُنیا بدل گئی ہے۔ پاکستان تو کیا ساری دُنیا میں جماعت کو جو وقار حاصل ہوا ہے اور لوگوں کے دلوں میں جماعت کے لئے جو محبت اور پیار پیدا کیا گیا ہے آپ اس کو تخیّل میں بھی نہیں لا سکتے۔

غرض زمین و آسمان بدل گئے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس مادی اور گنہگار اور گندی دُنیا میں ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے کہ زمین یہ زمین نہیں رہے گی اور آسمان یہ آسمان نہیں رہے گا۔ یہ تبدیلی، یہ انقلاب تو پیدا ہو رہا ہے اور انشاء اللہ اپنے ارتقاء کی انتہاء کو پہنچے گا، اس لئے ہم نے ایسی باتوں کی بالکل پرواہ نہیں کرنی جو بظاہر تکلیف دِہ معلوم ہوتی ہیں اور نہ جوش میں آنا ہے اور نہ کسی سے کوئی مطالبہ کرنا ہے اور نہ کسی سے جا کر شکائتیں کرنی ہیں۔

پس ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر تمہارے سپرد جو کام ہے اُسے تم پوری توجہ اور پورے انہماک کے ساتھ اور اپنی قوتوں اور استعدادوں کو ان کی انتہاء تک پہنچاتے ہوئے کرتے چلے جاؤ۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کس طرح آپ پر اور ان لوگوں پر بھی جو آج آپ کے

دشمن ہیں، لیکن جن کے لئے آپ دُعائیں کر رہے ہیں، آپ کی دعائیں قبول کرنے کے بعد اپنی رحمت کے جلوے نازل کرتا ہے کیونکہ وہ بڑا پیار کرنے والا خدا ہے۔ وہ لوگوں کو بخش بھی دیتا ہے۔ ہمارے جیسے گنہگار جب لوگوں کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو وہ خدا جو کامل اختیارات کا مالک ہے وہ لوگوں کو بخش دینے کے لئے تیار کیوں نہیں ہوگا۔

غرض وہ لوگ جو تمہیں برا بھلا کہتے ہیں تم ان کو بخش دو اور ان کو معاف کر دو اللہ تعالیٰ بھی انہیں معاف کر دے اور اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور اس کے نور کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کا ایک نیا، روشن، منور، نور محض اور بڑا حسین آسمان پیدا ہو جائے جس کی روشنی میں اور جس کے سایہ میں یہ زمین وہ زمین نہ رہے جسے آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہماری یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ دن جلد لائے۔ اس لئے تم بڑی سمجھ بُوجھ کے ساتھ اور اپنے جذبات پر قابو پا کر قربانیاں دو۔ جو قربانیاں تمہارا ملک چاہتا ہے وہ بھی دو اور جن قربانیوں کا نوعِ انسان آج مطالبہ کر رہی ہے وہ بھی دو۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑی رحمتیں نازل کرے گا اور بڑی خوشیوں کے سامان پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹ جنوری ۱۹۷۲ء صفحہ ۱ تا ۳)